© rasailojaraid.com

صدر اسلام میں فتوے کی حیثیت

رعایت مصالح شرعیہ

از جناب مولوی محمد عثمان صاحب عمادی بی ایس سی (علیگ)

جزیرۂ قُبرُس کو فرنگیوں کی اصطلا میں سائپرس کہتے ہیں، یونان کے دیوتاؤں اور دیویوں کو یہ جزیرہ بہت محبوب تھا، جن کے حسن و عشق کی بہتیری کہانیاں اب تک زبان زد ہیں۔ بتوں کی شان خدائی یہاں ہر رنگ میں خود نمائی کر رہی تھی۔ رومی اگرچہ نصرانی ہو گئے تھے مگر بت پرستی کی صرف شکل بدل گئی تھی ہجرت نبوی کے تائیسویں سال تک یہی بت فرمانروا تھے۔ اٹھائیسویں سال خدا کی خدائی نے بتوں سے بادشاہی چھینی

فتح قبرس سیدنا عثمان ذی النورین رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں معاویہ رضی اللہ عنہ نے کفر و شرک سے اس زمین کو پاک کر کے اللہ کی سلطنت بلند آوازہ فرمائی۔

سردیوں کا زور ٹوٹتا تھا کہ فرزندان توحید کے دل گرما گئے، زمانہ کے سرد و گرم نے جن کو پختہ کار بنا رکھا تھا وہی اس مہم میں شریک ہوئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعدد صحابی پیش پیش تھے ام عبادہ بن صامت رضی اللہ عنہ کی بیوی بھی کہ صحابیہ تھیں اس غزوہ میں ساتھ تھیں اور یہیں شہید ہوئیں تیسری صدی ہجری کے بعد تک "مزار نیک زن" کے نام سے ان کا مشہد معروف تھا۔

آزادی برقرار خدا کا لشکر شیطان کی جمعیت پر غالب آیا، بت پرستوں کو خدا پرستوں کے سامنے جھکنا پڑا، صلح کی درخواست کی جس کی شرطیں یہ تھیں۔

۱۔ اہل قُبرُس سات ہزار دو سو سالانہ جزیہ دیا کریں گے۔

۲۔ اسلام کے خلاف دشمنان اسلام کو مدد نہ دیں گے۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(۳) اسلام اپنے غزوات میں ان سے مدد نہ لے گا۔

(۴) آزادی یہاں تک محفوظ ہوگی کہ نصرانی سلطنت سے بھی ان کے تعلقات قائم رہیں گے

عہد شکنی ہنوز اس معاہدہ کی سرسبزی کو چار پانچ بہاریں دیکھنی نصیب نہ ہوئی تھیں کہ اہل قبرس نے اسلام کے خلاف نصرانیت کو مدد دی اور ان کے جنگی جہازوں کے ساتھ نصرانیوں نے دیار اسلام پر لشکر کشی کی۔

مکرر فتح اب کے معاویہ رضی اللہ عنہ کو استیصال کفر کا پورا سامان کرنا تھا۔ ۳۳ھ میں ایک بحری مہم مرتب ہوئی، جہاز رانی اور دریانوردی کے سامان خوگر نہ تھے، لیکن اس غزوہ میں پانسو جنگی جہازوں کا ایک ہولناک بیڑہ تیار ہوگیا جس نے تیر اور تلوار کی زبان سے قبرس کو خدا کا پیغام سنایا، اہل قبرس ماننے والے تو نہ تھے مگر آسمان کی بات زمین کو ماننی ہی پڑتی ہے، سرزمین قبرس کو بری طرح شکست کھانی پڑی، پورا جزیرہ زیر شمشیر آگیا بعلبک کے بارہ ہزار مسلمان وہاں منتقل کر دیے گئے کہ ہر جگہ مسجدیں بنائیں اور علانیہ اللہ کی عبادت کریں۔

آزادی باقی رکھی جزیرہ کو بزور شمشیر فتح بھی کر لیا، اسلام کا پورا تسلط بھی ہوگیا۔ بایں ہمہ ملکی آزادی برقرار رکھی، جو معاہدہ پہلے ہوا تھا وہی اب بھی قائم رہا۔

شرک کا سلوک توحید کے ساتھ قبرس میں مسلمانوں نے اپنا ایک شہر آباد کر لیا تھا، یزید کی حکومت ہوئی تو اہل قبرس نے اپنی عاجزانہ فرمانبرداری کا ایسا کچھ یقین دلایا کہ اظہار وفاداری کی اس رشوت سے شائق ہو کے اس نے تمام مسلمانوں کو واپس کر لیا۔ میدان کا خالی ہونا تھا کہ پورا جزیرہ اسلام اور ایمان سے خالی ہوگیا، مسجدیں ڈھا دی گئیں، شہر مسمار ہوگیا اور توحید کا شعار تک باقی نہ رہا۔ مگر مسلمانوں نے صرف اس لیے یہ سب کچھ گوارا کیا کہ اہل جزیرہ ہمارے ذمی ہیں۔ جزیہ دیتے ہیں ہم ان کی آزادی میں خلل انداز کیوں ہوں؟

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اضافۂ مالیہ امن عام نے قبرس کی مالی حالت کو نہایت ترقی دی اور آبادی بھی بڑھ گئی، عبدالملک بن مروان نے اپنے عہد میں ایک ہزار کا اضافہ کر دیا، یعنی جزیہ کی مقدار جو پہلے سات ہزار دینار سالانہ تھی، اب آٹھ ہزار ہو گئی، عمرؓ بن عبدالعزیز خلیفہ ہوئے تو اس اضافہ کو منسوخ کر دیا، مگر ان کے بعد ہشام بن عبدالملک نے پھر بحال کر دیا، بنی امیہ کی سلطنت جب دولت عباسی سے تبدیل ہوئی تو دوسرے عباسی حکمران (ابو جعفر منصور) کے دربار میں یہ معاملہ پیش ہوا جنہوں نے اضافہ کو قطعاً مسترد کر دیا، اس موقع پر جو الفاظ استعمال ہوئے وہ یہ تھے :۔

"ہماری شان یہی ہے کہ ان کے ساتھ انصاف کریں اور بار بار کی خودسری و لشکرکشی کے مقابلہ میں تحمل سے پیش آئیں"۔

ہمیشہ سازش کی اور ہمیشہ معافی لی مسلمانوں کو تو یہ فکر تھی کہ اسلامی سلطنت کا طرز عمل اسلام کے شایان شان رہنا چاہیے، مگر اہل قبرس کی فرصت طلب سرشت کہیں ہنگامہ گستری سے باز آنے والی تھی، باطل کو ایک ذرا موقع ملا کہ حق کے خلاف بغاوت شروع کر دی، ولید بن عبدالملک نے ان سازشوں سے تنگ آکر سازش گروں کو صبح فتنہ کے پھٹتے ہی شام کو جلائے وطن کر دیا، لیکن مسلمانوں کی عام رائے اس کی انتہائی مخالف ہوئی کہ یزید بن عبدالملک نے ان لوگوں کو پھر ان کے وطن واپس کر دیا موسیٰ علیہ السلام کی غیبت میں ہارون علیہ السلام جب خلیفہ ہوئے تو بنی اسرائیل کو فتنۂ سامری کا موقع ملا تھا، موسیٰ ہادی کی خلافت جب ہارون رشید کو ملی تو قبرس نے اسی قدیم تاریخ کا اعادہ کرنا چاہا، بغداد میں خبر پہنچی اور حُمید بن مَعیوف کی سرکردگی میں دجلہ سے ایک سرکوب مہم رواں ہوئی جس نے باغیوں کو گرفتار کر کے بارگاہ سلطنت میں پیش کر دیا، سرکشوں نے پھر سر تسلیم خم کیا، عہد اطاعت کی تجدید کی، اور شان عفو نے پھر قصور معاف کرنے کی اجازت دے دی۔

شریعت سے استفتار ان مسلسل ہنگاموں سے تنگ آکر سلطنت نے علمائے فتویٰ طلب کیا کہ اہل قبرس

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

جزیہ دیتے ہیں، اہل ذمہ ہیں، مگر فتنہ انگیز۔ شریعت ان کے ساتھ کیا طرز عمل اختیار کرنے کی اجازت دیتی ہے؟

یہ استفتاء بہت مختصر تھا۔ آج کل کے علماء دین و مفتیان شرع متین ایک ہی مسئلہ کے متعلق اختلاف بیان کے ساتھ اگر دس استفتے پیش ہوں تو اصل واقعہ کی تحقیق سے کچھ سروکار نہ رکھیں گے اور اسی ایک مسئلہ کے جواب میں دس مختلف فتوے دیں گے، لیکن اس زمانہ کے پیشوایان اسلام کی یہ روش نہ تھی وہ دنیائے اسلام کے حالات اور زمانہ کی رفتار سے بھی آگاہ ہوتے تھے، پہلے واقعہ کی تحقیق کر لیتے پھر فتوی دیتے سلطنت کے استفتاء کے جواب جو ائمہ اسلام نے دیے، اختلاف اجتہاد کی بنا پر مختلف تو وہ بھی تھے۔ مگر واقعات پر سب نے بحث کی اور سیاست سب کے پیش نظر تھی۔

سعدؓ بن لیث کا فتوی | قبرس کے لوگ ایسے ہیں کہ مسلمانوں کے ساتھ ان کے فریب اور نصرانی دشمنان خدا کے ساتھ اخلاص کا الزام ہماری نظر میں ہمیشہ ان پر عائد رہا۔ اللہ تعالی نے فرمایا ہے کہ کسی قوم سے خیانت کا خوف ہو تو ان کے ساتھ ویسا ہی برتاؤ کرو، یہ نہیں فرمایا کہ جب تک خیانت کا یقین نہ آجائے ویسا برتاؤ نہ کرو، لہذا میری رائے میں ان کے ساتھ جیسی کرنی ویسی بھرنی کا عمل ہونا چاہیے۔ البتہ ایک برس کی مہلت دیدی جائے، اس دوران میں جس کا جی چاہے ذمی بن کر اسلامی ممالک میں آجائے اور خراج ادا کرتا رہے، جو چاہے نصرانیوں کے ملک میں چلا جائے، اور جو قبرس میں رہے وہ جماعت برسر جنگ سمجھی جائے، ختم مہلت کے بعد ان پر مسلسل حملے ہوتے رہیں، سال بھر کی مہلت دینے میں اتمام حجت بھی ہے اور وفائے عہد بھی۔

امام مالکؒ | "والیان اسلام کی جانب سے اہل قبرس پرانے مستامن چلے آتے ہیں۔ سبب یہ تھا کہ والیان اسلام کی نظر میں ان لوگوں کا اس حالت میں باقی رکھنا باطل کی تذلیل اور حق کی تقویت ہے۔ مسلمان ان سے جزیہ لیتے ہیں اور دشمنوں سے ان کو بچاتے ہیں، میں نے کوئی ایسا والی نہیں پایا کہ جس نے اس معاہدہ مصالحت کو جو ان کے ساتھ ہوا تھا، توڑ دیا ہو۔ اور ان کے وطن سے انہیں نکال باہر کیا ہو۔ میری رائے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

میں شتابکاری نہ کیجیے، عہدشکنی اچھی نہیں، پہلے اتمام حجت تو ہو جائے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جس مدت کے لیے ان کے ساتھ معاہدہ ہوا ہو اس کو پورا کرو اس مدت کے بعد بھی ان کی حالت درست نہ ہوئی، فریب وخیانت سے باز نہ آئے، اور خود آپ نے دیکھ لیا کہ ان کی غداری مسلم ہے، تو پھر ان کو سزا دینی چاہیے یہ کارروائی اتمام حجت کے بعد ہوئی تو اللہ آپ کی مدد کرے گا۔ اور ان کو رسوا و ذلیل فرمائے گا۔"

سفیان بن عیینہ | ہمیں معلوم نہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی گروہ سے عہد کیا ہو اور اس گروہ نے عہد توڑ دیا ہو۔ پھر بھی آنحضرت علیہ السلام نے ان کا قتل حلال نہ ٹھیرایا ہو۔ البتہ اہل مکہ اس سے مستثنیٰ ہیں، کہ آنحضرت صلواۃ اللہ علیہ نے ان پر احسان فرمایا۔ اہل مکہ کی عہدشکنی یہ تھی کہ بنی خزاعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حلیف تھے مگر مکہ والوں نے خزاعہ کے خلاف اپنے حلیفوں کو مدد دی اہل نجران کے معاہدہ میں سودخواری کی ممانعت تھی، جب وہ اس سے باز نہ آئے تو سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حکم دیا کہ جلائے وطن کر دیے جائیں۔ تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کہ ذمّی نے عہدشکنی کی تو اسلام کی حفاظت سے خارج

موسیٰ بن اعین | ایسے حالات پہلے بھی پیش آیا کرتے تھے جن میں والیان اسلام مہلت و انتظار سے کام لیا کرتے تھے، سلف صالح میں سے کسی نے اہل قبرس وغیرہ کو عہدشکن قرار نہیں دیا، خواص تو رومیوں سے مل گئے لیکن شائد عوام ان کے شریک نہیں، ان کی جانب سے جو ہوا وہ ہوا، بایں ہمہ میری رائے میں ان کے ساتھ وفائے عہد و تکمیل شرط کا سلوک ہونا چاہیے، ذمیوں کی ایک جماعت نے مسلمانوں سے صلح کر کے مشرکوں کی راہ نمائی کی کہ مسلمانوں کے فلاں فلاں کمزور پہلو ہیں، ان کی نسبت اوزاعی (رضی اللہ عنہ) کو میں نے کہتے ہوئے سنا تھا کہ یہ اگر ذمّی تھے تو خود ہی عہدشکنی کر کے اسلام کی حفاظت سے نکل گئے، اب والی کو اختیار ہے چاہے انہیں مار ڈالے چاہے انہیں پھانسی دے، لیکن اگر بحالت صلح اسلام کی حفاظت میں داخل نہیں ہوئے تھے تو صورت واقعہ میں والی کو ان کے ساتھ وہی کرنا چاہیے جو انہوں کیا تھا، خائنوں کے داؤپیچ کو اللہ پسند نہیں کرتا۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اسماعیل بن عیاش | قبرص کے لوگ ذلیل ہیں، مقہور ہیں، رومی ان پر غالب ہیں، جانیں بھی انہیں کے قبضے میں ہیں، عورتیں بھی انہیں کے زیر اثر ہیں، ہمارے لیے اس حالت میں یہی مناسب ہے کہ ان کی حفاظت کریں۔ حبیب بن مسلمہ (رضی اللہ عنہ) نے اہل تغلب کے عہدنامے میں لکھا تھا کہ اگر مسلمان کسی ایسے شغل میں مصروف ہوں کہ دشمن تم پر غالب آجائے اور اسلامی طاقت بچا نہ سکے تو اس حالت میں بھی معاہدہ برقرار رہے گا بشرطیکہ مسلمانوں کے ساتھ تمہاری وفاداری برقرار رہے۔ اہل قبرص کے ساتھ جو عہد ہوا تھا اور جو ذمہ داری ہم نے اپنے سر لی تھی، میری رائے میں اس کو برقرار رکھنا چاہیے۔ ولید بن عبدالملک نے جب ان کو شام میں جلائے وطن کیا تھا تو مسلمانوں نے اس کو بہت برا جانا اور فقہا پر سخت گراں گزرا تھا، یزید بن عبدالملک نے جلاء وطنی کو منسوخ کر کے جب انہیں وطن واپس بھیجا تو مسلمانوں نے اس فعل کو پسند کیا اور اس کو عدل وانصاف سمجھے

یحییٰ بن حمزہ | قبرص کا معاملہ عربسوس کے مماثل ہے، وہاں جو ہوا وہی یہاں بھی ہونا چاہیے۔ عربسوس کا واقعہ یہ ہے کہ عمیر بن سعدؓ نے عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ کی جناب میں حاضر ہو کے گذارش کی کہ ہمارے اور نصرانیوں کے درمیان ایک شہر عربسوس ہے، یہ لوگ ہماری کمزوریوں سے تو دشمنوں کو آگاہ کر دیتے ہیں، مگر دشمنوں کے خلل کی ہمیں خبر تک نہیں دیتے، عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہاں جانا تو دو صورتیں اختیار کرنا، ایک تو یہ ہے کہ ایک بکری کے بدلے دو بکریاں، ایک گائے کے بدلے دو گائیں، ایک ایک چیز کے بدلے دو دو چیزیں دینا اگر راضی ہوئے تو سب کو جلائے وطن کر دینا، اور آبادی کو ویران کر دینا۔ دوسری شکل یہ ہے کہ راضی نہ ہوں تو ایک سال کی مہلت دینا اور مدت گزرنے کے بعد شہر کو مسمار کر دینا۔ عمیر نے واپس جا کے اسی پر عمل کیا اہل عربسوس جلائے وطنی پر راضی نہ ہوئے تو سال بھر کی مہلت دی اور انقضائے میعاد کے بعد عربسوس کو ویران کر دیا۔ عربسوس کے ساتھ بھی وہی معاہدہ تھا جو قبرص کے ساتھ ہے بایں ہمہ اہل قبرص کو اگر اسی قدیم مصالحت پر باقی رکھا جائے اور مسلمانوں کے جو کام وہ انجام دیتے ہیں اس میں حسب معمول ان سے مدد لیتے رہیں تو یہ بہتر ہے۔ اصولی مسئلہ یہ ہے کہ جن لوگوں سے معاہدہ ہو جنگ کے موقع پر اگر وہ مسلمانوں کے پیچھے دشمنان اسلام سے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نہ لڑیں گھر میں بیٹھے رہیں۔ اور وہیں ان پر احکام جاری ہوں، تو وہ اہل ذمہ نہیں ہیں، اہل فدیہ ہیں۔ جب تک شرکت سے باز رہیں ہمیں بھی باز رہنا چاہیئے وفادار رہیں تو ہم پر وفائے عہد لازم ہے، زائد محصول دیتے رہیں تو قبول کرنا چاہیئے، معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ دشمنوں کے ساتھ ایسی مصالحت کو مکروہ سمجھتے تھے جس میں کوئی مقدار مقرر ہو البتہ اگر مسلمان صلح پر مجبور ہوں تو یہ دوسری صورت ہے، کون جانتا ہے کہ ایسے حالات پیش آئیں کہ یہی صلح شائد مسلمانوں کے حق میں نفع و عزت کا سبب بن جائے۔

ابو اسحاق و مخلد رحمہم ابو اسحاق۔ الفزاری اور مخلد بن الحسین دونوں بزرگوں کا فتوی ایک تھا، عربسوس سے دونوں حضرات نے استشہاد کیا تھا، حذف تکرار کے بعد جو عبارت تھی اس کا مفہوم یہ ہے:۔

اوزاعی رضی اللہ عنہ بیان کرتے تھے کہ فتح قبرس کے بعد اہل قبرس اپنی حالت سابقہ پر چھوڑ دیئے گئے، چودہ ہزار دینار سالانہ پر صلح ہوئی تھی کہ سات ہزار مسلمانوں کو دیں اور سات ہزار رومیوں کو، یہ بھی شرط تھی کہ مسلمانوں کے حالات رومیوں سے مخفی رکھیں، اوزاعی یہ بھی کہتے تھے کہ اہل قبرس نے ہمارے ساتھ کبھی وفا نہیں کی، ہماری رائے میں وہ زیر معاہدہ ہیں ان کے صلح نامہ میں کچھ شرطیں ان کے حق میں ہیں کہ ہم ان کے ذمہ دار ہیں، اور کچھ شرطیں ہمارے حق میں ہیں جن کی بجا آوری ان پر لازم ہے۔ اس معاہدہ کا توڑنا اس وقت تک ٹھیک نہیں جب تک ان کی غداری و بدعہدی کھل کے نمایاں نہ ہو۔

اصلی نصوص یہ تو ان فتووں کے خلاصے تھے، اصل فتوے جو متون میں ثبت ہیں ان کی عبارتیں ملاحظہ ہوں:

اللیث بن سعد۔ ان اھل قبرس قوم لم نزل نتھمھم بغش اھل الاسلام ومناصحۃ اعداء اللہ الروم، وقد قال اللہ تعالیٰ وَ اِمَّا تَخَافَنَّ مِن قَوۡمٍ خِیَانَۃً فَانۡبِذۡ اِلَیۡھِمۡ عَلٰی سَوَآءٍ وَلَمۡ یَقُلۡ لاتنبذ اِلَیۡھِمۡ حتّٰی تستیقن وانی اریٰ اَن تنبذ الیھم وینظروا سنۃً یأتمرون، فمن احب منھم اللحاق ببلاد المسلمین علی ان یکون ذمۃ یؤدی الخراج قبلت ذالک منہ ومن اراد ان ینتحی الی بلاد الروم فعل وَ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

اراد المقام بقبرس علی الحرب اقام فکانوا عدوا یقاتلون و یغزون فان فی انظار
سنة قطعا لحجتهم و وفاء بجهدهم۔

مالک بن انس — ان اما ن اهل قبرس کان قدیما متظاهرا من الولاة
لهم و ذلک لانهم راوا ان اقرارهم علی حالهم ذل و صغار لهم و قوة
للمسلمین علیهم بما یاخذون من جزیتهم و یصیبون به من الفرصة فی عدوهم
ولم اجد احدا من الولاة نقض صلحهم ولا اخرجهم عن بلادهم و انا اری
ان لا تعجل بنقض عهدهم و منابذتهم حتی تتم الحجة علیهم فان الله یقول
فَاَتِمُّوْا اِلَيْهِمْ عَهْدَهُمْ اِلٰى مُدَّتِهِمْ فان هم لم یستقیموا بعد ذلک و یدعوا
غشهم و رایت ان الغدر ثابت منهم اوقعت بهم فکان ذلک بعد الاعذار
فرزقت النصر و کان بهم الذل و الخزی ان شاء الله تعالی۔

سفیان بن عیینة — انا لا نعلم النبی صلی الله علیه و سلم عاهد قوما
فنقضوا العهد الا استحل قتلهم غیر اهل مکة فانه من علیهم و کان نقضهم
انهم نصروا احلفاءهم علی حلفاء رسول الله صلی الله علیه و سلم من خزاعة
و کان فیما اخذ علی اهل نجران ان لا یاکلوا الربا فحکم فیهم عمر رحمه الله
حین اکلوه باجلائهم فاجماع القوم انه من نقض عهدا فلا ذمة له۔

موسی بن اعین — قد کان یکون مثل هذا فیما خلا فیعمل الولاة فیه
النظرة و لم ار احدا ممن مضی نقض اهل قبرس ولا غیرها و لعل عامتهم و
جماعتهم لم یمالؤا علی ما کان من خاصتهم و انا اری الوفاء لهم و
التمام علی شرطهم و ان کان منهم الذی کان و قد سمعت الاوزاعی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

يقول في قوم صالحوا المسلمين ثم اخبروا المشركين بعورتهم ودلوهم عليها انهم ان كانوا ذمة فقد نقضوا عهدهم وخرجوا من ذمتهم، فان شاء الوالي قتل وصلب، وان كانوا صلحاً لم يدخلوا في ذمة المسلمين نبذ اليهم الوالي على سوآءٍ، ان الله لايحب كيد الخائنين۔

اسمٰعيل بن عياش ـ اهل قبرس اذلاء مقهورون يغلبهم الروم على انفسهم ونساءهم فقد يحق علينا ان نمنعهم ونحميهم، وقد كتب حبيب بن مسلمة لاهل تفليس في عهده انه ان عرض للمسلمين شغل عنكم وقهركم عدوكم فان ذالك غير ناقض عهدكم بعد ان تفوا للمسلمين وانا ارى ان يقروا على عهدهم وذمتهم، فان الوليد بن عبدالملك قد كان اجلاهم الى الشام فاستفظع ذالك المسلمون واستعظمه الفقهاء، فلما ولي يزيد بن عبدالملك ردهم الى قبرس فاستحسن المسلمون ذالك من فعله وراوه عدلا

يحيٰي بن حمزة ـ ان امر قبرس كامر عربسوس فان فيها قدوة حسنة و سنة متبعة وكان من امرها ان عمير بن سعد قال لعمر بن الخطاب وقدم عليه ان بيننا وبين الروم مدينة يقال لها عربسوس وانهم يخبرون عدونا بعوراتنا ولايظهرونا على عورات عدونا فقال عمر فاذا قدمت فخيرهم ان تعطيهم مكان كل شاة شاتين ومكان بقرة بقرتين ومكان كل شيئ شيئين فاذا رضوا فاعطهم اياه واجلهم واخربها فان ابوا فانبذ اليهم واجلهم سنة ثم اخربها فانتهى عمير الى ذالك فابوا فاجلهم سنة ثم اخربها وكان لهم عهد كعهد اهل قبرس، وترك اهل قبرس على صلحهم

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

والاستعانة بما يؤدون على أمور المسلمين أفضل وكل أهل عهد لا يقاتل المسلمون من ورائهم ويجري عليهم أحكامهم في دارهم فليسوا بذمة ولكنهم أهل فدية يكف عنهم ما كفوا ويوفي لهم بعهدهم ما وفوا ورضوا ويقبل عفوهم ما أدوا، وقد روي عن معاذ بن جبل أنه كره أن يصالح أحد من العدو على شيء معلوم إلا أن يكون المسلمون مضطرين إلى صلحهم لأنه لا يدري لعل صلحهم نفع وعز للمسلمين۔

ابو اسحاق الفزاري ومخلد بن الحسين ـــ إنا لم نر شيئا أشبه بأمر قبرس من أمر عربسوس، وما حكم به فيها عمر بن الخطاب، فإنه عرض عليهم ضعف ما لهم على أن يخرجوا منها ونظرة سنة بعد نبذ عهدهم إليهم فأبوا الأولى فأنظرهم ثم أخربت، وقد كان الأوزاعي يحدث أن قبرس فتحت فتركوا على حالهم وصولحوا على أربعة عشر ألف دينار سبعة ألف للمسلمين وسبعة ألف للروم على أن لا يكتموا الروم أمر المسلمين، وكان يقول ما وفى لنا أهل قبرس قط وإنا لنرى أنهم أهل عهد وأن صلحهم وقع على شيء فيه شرط لهم وشرط عليهم ولا يستقيم نقضه إلا بأمر معروف فيه غدرهم ونكثهم۔

فضل فونٹن پن

سیفیر ۶۔۴ جونیر ۱۱ — نیا اسٹاک آچکا ہے

خوبصورت پائدار قیمت واجبی علاوہ اس کے سامان اسٹیشنری وکاغذ وغیرہ خط وکتابت سے طلب فرمائیے

فدا علی محمد علی تاجر کاغذ پتھر گٹی حیدرآباد دکن

© rasailojaraid.com